ضبطِ تولید

بیماری کے عذر سے دو ماہہ حمل ضائع کرنا

سوال ۔ عورت حاملہ دو ماہ کی سخت مرض سے دوچار ہے ناچاری کی وجہ سے حمل کا نقصان اندروئے شریعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب ۔ محو اسقاط نہ کرنا چاہیئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کی اجازت ایسے الفاظ سے دی ہے جو کراہت کی طرف اقرب ہے بلکہ ایک حدیث میں ذالك الوأد الخفی فرمایا ہے یعنی پوشیدہ درگور کرنا ہے جب عزل کی یہ حالت ہے تو جس بچے کا کچھ حصہ تیار ہو چکا ہے اس کے ضائع کرنے کی اجازت کس طرح ہو گی ہاں علاج کی اور کوئی صورت معلوم نہ ہو اور جو صورت معلوم ہو اس میں اسقاط کا خطرہ ہو تو اس وقت اسقاط میں کچھ حرج نہیں کیونکہ جان کا بچانا مقدم ہے حضرت معاویہ رضؓ کو جب خارجیوں نے زہر آلود تلوار ماری تو طبیبوں نے کہا اس کا علاج تو ہو سکتا ہے مگر اس میں قطع نسل ہے تو فرمایا کوئی حرج نہیں۔ دو ماہ کے حمل کا ضائع کرنا قطع نسل سے ہلکا ہے جب یہ جائز ہے تو ایسے حمل کا ضائع کرنا بطریق اولیٰ جائز ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

پردہ کا بیان

خاوند کے ماموں سے پردہ کا حکم

سوال ۔ خاوند کے ماموں سے عورت کو پردہ کرنے کا حکم ہے یا نہیں؟

جواب ۔ خاوند کے ماموں سے عورت کو پردہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ محرمات سے نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی۔

خریداری کے وقت عورتوں کے سامنے یغضوا من ابصارھم پر عمل؟

سوال ۔ بندہ ایک گاؤں میں دکانداری کرتا ہے خرید و فروخت کی حالت میں اکثر عورتوں سے ہی واسطہ پڑتا ہے باوجود کوشش کے نگاہ اوپر ہو جاتی ہے خصوصاً جھگڑالو عورتوں کے معاملہ میں تو بڑی مشکل ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا بحکم آیت یغضوا من ابصارھم نگاہ ہر حالت میں نیچی ہی رکھنی چاہیئے یا اس مخصوص حالت میں شرعاً کوئی مواخذہ نہیں؟

جواب ۔ یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ بے شک ایک ضروری حکم ہے مگر مرد اور عورت دونوں کو ہے آپ اپنی طرف سے حتی الوسع نظر نیچی رکھیں اگر مجبوراً نظر پڑ جائے تو معاف ہے اس تھوڑی بہت کمی کا کفارہ یہ ہے کہ آپ عورتوں کو پردہ کی تبلیغ کیا کریں۔ نرمی اور حکمت عملی سے سمجھاتے رہیں شاید کچھ آپ کے کہنے سے اور کچھ آپ کے عمل سے کسی کو خدا ہدایت کر دے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

علاج کے وقت عورتوں کا ہاتھ منہ وغیرہ دیکھنا

سوال ۔ حکیم یا طبیب کو عموماً عورتوں کا علاج کرنا پڑتا ہے ان سے بعض پوشیدہ باتیں پوچھنی پڑتی ہیں اور ہاتھ چہرہ زبان بھی دیکھنی پڑتی ہیں کیا شریعت میں یہ کام جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۔ مجبوری کے وقت ستر کا کھولنا درست ہے مگر مرد عورت کا معاملہ نازک ہے اس لئے حتی الوسع پرہیز چاہیئے، زیادہ حالت نازک ہو تو اجازت ہے ورنہ نہیں حدیث میں ہے جنگوں میں عورتیں ساتھ جائیں زخمیوں کی مرہم پٹی کریں اور پانی پلائیں اس سے ظاہر ہے کہ عورتوں کے ہاتھ مردوں کو محل بے محل لگتے ہیں پس ایسے ہی مردوں کے ہاتھ عورتوں کے حق میں سمجھ لینے چاہئیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

سوتیلے سسر سے پردہ

سوال ۔ سوتیلے سسرال سے عورت پردہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب ۔ خاوند کے حقیقی باپ سے پردہ نہیں سوتیلے باپ سے پردہ ضروری ہے کیونکہ جن سے پردہ نہیں، ان کا ذکر قرآن مجید اور احادیث میں آیا ہے سوتیلا باپ ان میں ذکر نہیں نیز خاوند کے سوتیلے باپ

عورت کا نکاح جائز ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے واحل لکم ما وراء ذالکم یعنی مذکورہ بالا عورتوں کے سوا باقی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں اور یہ عورت خاوند کے سوتیلے باپ کے لئے ان محرمات مذکورہ سے نہیں پس حلال ہوگی جب ہوئی تو پردہ ضروری ہوا۔ عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۰ محرم سنہ ۱۳۶۰ھ

پردہ کی ضرورت ہے یا تلوار کی

سوال۔ کیا پردے کی ضرورت ہے یا تلوار کی آج کل عورتوں نے بے پردگی کو ایک معمولی کام سمجھ رکھا ہے؟

جواب۔ قرآن مجید میں ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ اے نبی! اپنی بیویوں بیٹیوں اور ایمان والوں کی عورتوں کو کہدو کہ اپنے اوپر بڑی چادریں اوڑھیں۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ اے نبی کفار اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر تشدد کرو۔ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ رجوع کی بری جگہ ہے۔

ان دو آیتوں سے معلوم ہوا کہ پردہ اور جہاد یہ دونوں امر ضروری ہیں لیکن یہ سب کے لئے یکساں نہیں بلکہ پردہ کا حکم عورتوں کو ہے اور جہاد کا حکم مردوں کو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی زیادہ تصریح کردی ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ نے جہاد کی اجازت مانگی تو فرمایا۔ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ (مشکوٰۃ) یعنی تمہارا جہاد حج ہے ہاں اگر دشمن سر پر آجائے اور مجبوراً مقابلہ تک پہنچ جائے تو ایسی صورت میں اپنی عصمت بچانے کے لئے عورتیں بھی اپنی طاقت کے مطابق حصہ لے سکتی ہیں یا جہاد کے موقع پر کسی دشمن پر اتفاقیہ کسی عورت کو قابو مل جائے تو اس صورت میں بھی عورت ہتھیار استعمال کر سکتی ہے۔

بہرصورت عورتوں کے لئے جہاد کا حکم نہیں۔ اتفاقی موقعہ یا مجبوری الگ امر ہے ایسے موقعہ پر تھوڑے پردہ کی پابندی میں زیادہ بے پردگی یا عصمت کو داغ لگانا مناسب نہیں بلکہ اپنی طاقت کو ہر ممکن طریق سے استعمال کرنا چاہیئے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

عورت کے ہاتھ اور منہ ستر ہیں یا نہیں؟

سوال:۔ کیا عورت کے ہاتھ اور منہ ستر ہیں؟ اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان فرمائیے۔

جواب:۔ اس بات میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ ہاتھ منہ پاؤں کے سوا عورت کا تمام بدن ستر ہے صرف ہاتھ منہ یا پاؤں میں اختلاف ہے ابن عباس رضؓ وغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہاتھ منہ ستر نہیں اور عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ ان کو بھی ستر وغیرہ میں شمار کرتے ہیں اور اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ پردہ کی آیت ولا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ میں دو قسم کی زینت بتلائی ہے ایک ظاہر ایک باطنی۔ باطنی زینت تو غیر محرم کے پاس ظاہر کرنے سے منع کیا ہے اور ظاہری زینت کی اجازت دی ہے اب اس ظاہری زینت میں اختلاف ہو گیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ جو ظاہری زینت سے ہاتھ منہ مراد لیتے ہیں وہ تو ہاتھ منہ کو ستر قرار نہیں دیتے اور جو ظاہر زینت سے عورت کے بدن کے کپڑے مراد لیتے ہیں وہ ہاتھ منہ کو ستر میں داخل کرتے ہیں۔ مثلاً عورت بڑی چادر لے کر باہر نکلے تو اس کا دوپٹہ کسی طرف سے ننگا ہو جائے یا ازار پیچھے سے نظر آئے۔ تو اس کا کوئی حرج نہیں بدن تمام ڈھکا ہوا ہونا چاہیئے۔

اقوال کا بیان

ہم تفسیروں سے پہلے ان کے اقوال نقل کرتے ہیں پھر محاکمہ لکھیں گے جس سے راجح مرجوح ظاہر ہو جائے گا۔

فتح البیان جلد ۶ صفحہ ۲۹۱ میں ہے کہ ظاہر زینت میں لوگوں کا اختلاف ہے عبداللہ بن مسعودؓ اور سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کپڑے مراد ہیں۔ اور سعید بن جبیرؒ نے منہ بھی زینت میں شمار کیا ہے۔ عطاءؒ اور اوزاعیؒ کہتے ہیں۔ منہ اور ہتھیلیاں مراد ہیں۔ ابن عباسؓ قتادہؓ مسور بن مخرمہ کہتے ہیں۔ سرمہ، انگوٹھی، ہتھیلی کا خضاب، نصف پنڈلی تک اور ان کے مثل مراد ہیں عورت ان اشیاء کو ظاہر کر سکتی ہے اور ابن عطیہ کہتے ہیں عورت اپنی زینت سے کوئی شے ظاہر نہ کرے اپنی تمام زینت کو چھپائے۔ اور ظاہر سے مراد مجبوراً ظاہر ہو جاتی ہے جیسے برقعہ یا بڑی چادر جس کے ساتھ پردہ کرے گی وہ ضرور ظاہر ہو گی حالانکہ عورت کے لئے وہ بھی زینت ہے نیز فتح البیان میں ہے ابن مسعودؓ فرماتے ہیں زینت باطنہ۔ کنگن۔ بازو کا زیور۔ پازیب۔ بالی، ہار۔ اور

زینتِ ظاہرہ کپڑے اور اوپر کی بڑی چادر ہے ایک اور روایت میں عبداللہ بن مسعود رضہ فرماتے ہیں کہ زینت ظاہرہ کپڑے ہیں اور باطنہ پازیباں، بالیاں۔ کنگن ہیں اور ابنِ عباس رض اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ سرمہ۔ انگوٹھی۔ بالی۔ ہار اور ایک روایت میں فرماتے ہیں ہتھیلی کا خضاب اور انگوٹھی۔ ابن عمر رض فرماتے ہیں۔ زینتِ ظاہرہ منہ اور ہتھیلیاں اور انگوٹھی ہے اور ایک روایت میں فرماتے ہیں۔ شروع منہ کا اور ہتھیلی کی اندر کی طرف اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ کنگن۔ چھلا اور آستین کا کنارہ اکٹھا کر لیا گویا کنگن ننگا کر کے دکھایا۔ ابوداؤد۔ بیہقی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رض سے یہ روایت کیا ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوئی اور اس پر باریک کپڑے تھے۔ آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا اے اسماء! جب عورت بالغہ ہو جائے تو منہ اور ہتھیلی کے ماسوا اس کی کوئی جگہ دیکھنی جائز نہیں اور یہ حدیث منقطع ہے یعنی اس کی اسناد سے راوی گرا ہوا ہے کیونکہ اس کے راوی خالد بن دریک نے عائشہ رض سے نہیں سنا۔ تفسیر ابنِ جریر میں ہے۔ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر میں ابنِ عباس رض نے کہا ہے زینتِ ظاہرہ سے منہ آنکھ کا سرمہ۔ اور ہتھیلی کا خضاب اور انگوٹھی ہے پس اس زینت کو اسی شخص کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے جو لوگوں سے گھر میں آئے نیز تفسیر ابنِ جریر میں ہے یعنی ابنِ عباس رض سے روایت ہے کہ ظاہر زینت سرمہ اور رخسار ہیں۔

محاکمہ

عبداللہ بن مسعود رض سے زینتِ ظاہرہ اور زینتِ باطنہ کی تفسیر میں مختلف روائتیں نہیں آئیں بلکہ متفق روائتیں ہیں زینتِ ظاہرہ کی بابت فرماتے ہیں کپڑے اور بڑی چادر مراد ہے اور زینتِ باطنہ کی بابت ایک روایت میں فرماتے ہیں۔ کنگن ٹاڈا (بازو کا زیور) پازیب۔ بالی۔ ہار مراد ہے ایک روایت میں ہار کا ذکر نہیں، ایک روایت میں ہے سرمہ کنگن۔ انگوٹھی مراد ہیں مگر ان تینوں روایتوں کا مطلب ایک ہی ہے وہ یہ کہ عورت کا تمام بدن ستر ہے سرمہ۔ کنگن، انگوٹھی وغیرہ کا ذکر صرف اس لئے کیا ہے کہ عورت عموماً ان اشیاء کو ظاہر کرنا چاہتی ہے اگر ظاہر کرنا نہ چاہے تو بے احتیاطی کے وقت اس سے یہ اشیاء ظاہر ہو جاتی ہیں۔

عبداللہ بن عمر رض کہتے ہیں زینتِ ظاہرہ سے مراد ہتھیلیاں ہیں۔

مسور بن مخرمہ رض کہتے ہیں سرمہ۔ انگوٹھی۔ کنگن۔ ہتھیلی کا خضاب مراد ہے۔

عائشہ رض سے زینت کا سوال ہوا تو فرمایا کنگن چھلا یہ تصریح نہیں کہ زینت ظاہرہ سے سوال ہوا یا باطنہ سے سوال ہوا۔

عبداللہ بن عباس رض ایک روایت میں فرماتے ہیں زینتِ ظاہرہ سے سرمہ۔ انگوٹھی۔ کنگن۔ ہتھیلی کا خضاب مراد ہے ایک روایت میں فرماتے ہیں۔ منہ ہتھیلیاں انگوٹھی مراد ہے ایک روایت میں ہے منہ کا شروع اور ہتھیلی کی اندر کی طرف مراد ہے ایک روایت میں تصریح نہیں کہ زینتِ ظاہرہ کی بابت فرماتے ہیں یا باطنہ کی بابت بلکہ مطلق ہے کہ ابن عباس رض آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ سرمہ۔ انگوٹھی۔ بالی۔ ہار مراد ہے۔ ایک اور روایت اسی طرح ہے اس میں فرماتے ہیں ہتھیلی کا خضاب اور انگوٹھی مراد ہے ایک روایت میں ہے سرمہ اور رخسار مراد ہیں۔

عبداللہ بن عباس رض سے یہ سات روایتیں ہیں ان ساتوں کی حقیقت آگے آئے گی انشاء اللہ۔ پہلے تفسیر ابن کثیر کی عبارت سُن لیں۔ فرماتے ہیں۔

فرمان الٰہی وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کا مطلب یہ ہے کہ جس شے کا چھپانا ناممکن ہے اس کے سوا کوئی شے زینت سے اجنبی کے لئے ظاہر نہ کریں۔ عبداللہ بن مسعود رض فرماتے ہیں جیسے چادر اور کپڑے یعنی جیسے عرب کی عورتیں بڑی چادر اوڑھتیں جو کپڑوں کو ڈھانک لیتی ہے وہ ظاہر ہوتی ہے۔ اور چادر کی حد سے نیچے کپڑے بھی ظاہر ہوتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کا چھپانا ناممکن ہے اس طرح عورتوں کے تہ بند کی وضع اور طرز میں نظر پڑنا بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کا چھپانا بھی ناممکن ہے امام حسن رح محمد بن سیرین رح ابوالجوزی ابراہیم نخعی وغیرہ کا مذہب بھی یہی ہے جو عبداللہ بن مسعود رض کا ہے اور سعید بن جبیر رح سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رض فرمانِ الٰہی ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر کی تفسیر میں فرماتے ہیں منہ ہتھیلیاں انگوٹھی مراد ہے۔ عبداللہ بن عمر رض، عطاء رح عکرمہ رح، سعید بن جبیر رح ابوالشعثاء رح ضحاک رح ابراہیم نخعی رح وغیرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ چونکہ ابن عباس رض وغیرہ نے فرمانِ الٰہی ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر کی تفسیر کی ہے اس میں زینتِ باطنہ اور زینتِ ظاہرہ دونوں مذکور ہیں تو احتمال ہے کہ ابن عباس رض تعالیٰ عنہ وغیرہ نے منہ ہتھیلیں انگوٹھی کے ساتھ زینت باطنہ کی تفسیر کی ہو جیسے عبداللہ بن مسعود رض نے زینتِ باطنہ کی یہی تفسیر کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ بالی کنگن۔ پازیب۔ ہار مراد ہے اور ایک روایت میں ہے زینت دو قسم ہے ایک زینت جس کو صرف خاوند

(محرم) دیکھتا ہے وہ انگوٹھی کنگن ہے اور ایک زینت جس کو اجنبی بھی دیکھتے ہیں وہ کپڑے ہیں اور زہری رح کا مذہب بھی قریب قریب یہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں صرف محرم کے لئے کنگن اوڑھنی. ہاں ظاہر کر سکتی ہیں لیکن دکھانے کی غرض سے نہیں بلکہ میسے کیونکہ خاوند کے لئے ہوتی ہے نہ غیر کے لئے اور زینت ظاہرہ کی تفسیر میں زہری رح کہتے ہیں اجنبی کے سامنے انگوٹھی کے سوا کچھ ظاہر نہ ہونا چاہیئے. اور امام مالک رح نے زہری رح سے زینت ظاہرہ کی بابت روایت کیا ہے کہ انگوٹھی اور پازیب مراد ہے تو جیسے عبداللہ بن مسعود رض اور زہری رح نے کنگن انگوٹھی وغیرہ کے ساتھ زینت باطنہ کی تفسیر کی ہے ایسے ہی منہ ہتھیلی انگوٹھی کے ساتھ عبداللہ بن عباس رض وغیرہ نے کی ہو اور احتمال ہے کہ عبداللہ بن عباس رض وغیرہ نے زینت ظاہرہ کی تفسیر کی ہو جیسے جمہور کا مذہب مشہور ہے کہ زینت ظاہرہ سے منہ ہتھیلیاں مراد ہیں اور اس پر باریک کپڑے تھے آپ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو منہ اور ہتھیلیوں کے سوا اس کا کوئی حصہ دکھایا جانا درست نہیں لیکن ابو داؤد اور ابو حاتم رازی نے کہا ہے یہ حدیث منقطع ہے (کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی) خالد بن دریک ہے جو حضرت عائشہ رض سے روایت کرتا ہے اس نے حضرت عائشہ رض سے نہیں سُنا.

ابن کثیر کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ابن عباس رض سے اس بارہ میں صریح روایت نہیں آئی کہ منہ اور ہتھیلی. انگوٹھی وغیرہ زینت ظاہرہ کی تفسیر ہے بلکہ محتمل روایت ہے جو زینت ظاہرہ کی بھی تفسیر ہو سکتی ہے اور زینت باطنہ کی بھی جن لوگوں نے ابن عباس رض کی یہ روایت صراحتہ زینت ظاہرہ کی تفسیر بتائی ہے ان کو بڑی غلطی لگی ہے. غلطی لگنے کا سبب یا تو یہ ہے کہ آیت ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا میں زینت باطنہ پہلے ہے اور زینت ظاہرہ پیچھے ہے تو انہوں نے نزدیک کی تفسیر بنا دی کیونکہ نزدیک ہونے کی طرف خیال زیادہ جاتا ہے یا یہ سبب ہے کہ بعض دفعہ ابن عباس رض نے صرف الا ما ظھر منھا پڑھ کر یہ تفسیر کی جس سے سمجھنے والوں نے یہ سمجھا کہ جتنا لفظ انہوں نے پڑھا ہے اس کے معنی زینت ظاہرہ کے ہیں. تو انہوں نے اس کی تفسیر کی ہے اور اس بنا پر بعض نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے ابن عباس رض کی روایت الا ما ظھر منھا کی جگہ ما ظھر منھا کہا ہے اور بعض نے الا ما ظھر منھا کے بعد والزینۃ الظاھرہ کہا ہے یعنی ابن عباس رض کی روایت میں زینت ظاہرہ کا نام لے کر اس کی تفسیر منہ. سرمہ. انگوٹھی وغیرہ کے ساتھ کی ہے. اور اخیر میں تصریح کی ہے کہ عورت ان اشیاء کو ظاہر کر سکتی ہے جیسے تفسیر ابن جریر کے حوالہ سے گزر چکا ہے حالانکہ ہو سکتا ہے ابن عباس رض کی مراد الا ما ظھر منھا

کے پڑھنے سے اس کی تفسیر کرنا نہ ہو بلکہ آیت الا ما ظہر منہا مراد ہے جس میں ولا یبدین زینتھن بھی داخل ہے جیسے کہتے ہیں آیت ولا الضالین کیونکہ ایک روایت میں ولا یبدین زینتھن بھی ساتھ ذکر کیا ہے اور ایک روایت میں ہے عن ابن عباس فی الآیۃ یعنی اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رض سے یہ روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس رض کی مراد الا ما ظہر کے پڑھنے سے الا ما ظہر منہا کی تفسیر نہیں بلکہ آیت الا ما ظہر منہا مراد ہے اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ایک روایت میں سرمے انگوٹھی کے ساتھ بال۔ ہار کا بھی ذکر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بال ہار زینت باطنہ میں داخل ہیں کیونکہ عام دستور کے موافق بال۔ ہار کھلا رہنے سے کچھ اپنے سر کا حصہ بھی دکھائی دیتا ہے اور سر بالاتفاق ستر ہے نیز ہار گریبان کی جگہ ہوتا ہے۔ اور اسی آیت میں ارشاد ہے۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ یعنی اپنے گریبانوں پر چادریں ڈال لیں۔ اس کے علاوہ تفسیر ابن جریر میں ہے

قَالَ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ إِلَىٰ قَوْلِهِ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ قَالَ الزِّينَةُ الَّتِي يُبْدِينَهَا لِهَٰؤُلَاءِ قُرْطَاهَا وَقِلَادَتُهَا وَسِوَارُهَا فَأَمَّا خَلْخَالَاهَا وَمِعْضَدَاهَا وَنَحْرُهَا وَشَعْرُهَا فَإِنَّهُ لَا تُبْدِيهِ إِلَّا لِزَوْجِهَا (ابن جریر جزء ۱۸: صفحہ ۹۴)

ابن عباس رض فرماتے ہیں جس زینت کو عورت محرم کے لئے ظاہر کر سکتی ہے وہ بالیاں۔ ہار۔ کنگن ہیں اور پازیبیں اور ڈاڑیں (بازو کا زیور) اور سر کے سارے بال اور سینہ اور یہ صرف خاوند[1] کے لئے ظاہر کر سکتی ہے۔ اس روایت میں بال ہار صرف محرم کے سامنے ظاہر کرنے کی اجازت دی ہے پس معلوم ہوا کہ یہ زینت باطنہ کی تفسیر ہے۔

اس تحقیق پر ابن عباس رض کی ساتوں روایتیں عبداللہ بن مسعود رض کی تین روایتوں کی طرح ہو جائیں گی یعنی جیسے ان تین کا یہ مطلب تھا کہ سارا وجود ستر ہے یہی مطلب ان سات کا ہے پس اب ان سات میں کوئی اختلاف نہ رہا اس طرح عبداللہ بن عمر رض اور حضرت عائشہ رض اور دیگر صحابہ رض کی روایات کو سمجھ لیں بلکہ بہت سے دیگر علماء (تابعین تبع تابعین) کی روایات کا مطلب بھی یہی ہو سکتا ہے اور راجح بھی یہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ منہ تمام حسن کا مجموعہ ہے جب یہ ننگا ہو گیا تو سمجھو ساری زینت ظاہر ہو گئی اور کاروبار کے لئے

---

[1] حدیث سے محرم کے سامنے سر وغیرہ ننگا کرنا ثابت ہے شاید ابن عباس رض کو حدیث نہیں پہنچی ہوگی۔

اس کے ننگا کرنے کی بیشک ضرورت ہے مگر یہ مسلّم ہے کہ مردوں عورتوں کا اختلاط منع ہے پس عورتیں الگ کام کریں، جب کوئی سامنے آئے کپڑا منہ پر لے لیں، جیسے عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہم حج کے موقعہ پر ایسا کرتی تھیں ہاں اس بارے میں اگر کوئی صحیح حدیث فیصلہ کن ہوتی تو پھر چون چرا کی گنجائش نہ تھی، لیکن ابوداؤد کی اوپر کی حدیث ضعیف ہے کیونکہ منقطع ضعیف ہوتی ہے اور ایک حدیث اس کے قریب تفسیر ابن جریر میں ہے اس میں منہ ہتھیلی کے ساتھ ایک مٹھی ہتھیلی سے آگے (قریباً نصف ذراع تک جگہ) کو بھی ستر سے خارج کر دیا ہے لیکن یہ حدیث بھی منقطع ہے کیونکہ اس میں ابن جریج ایک راوی ہے جو حضرت عائشہ سے روایت کرتا ہے وہ حضرت عائشہ کو ملا نہیں اس کے علاوہ ابن جریج چوتھے درجے کا مدلس ہے جس کی روایت بغیر تصریح سماع کے بالکل ردی ہے[1]، اور اس روایت میں سماع کی تصریح نہیں پس یہ بالکل ردی ہوئی یہی وجہ ہے کہ ابن جریر نے الا ما ظہر منہا کی تفسیر کرتے ہوئے زینت ظاہرہ سے منہ ہتھیلی مراد ہونے پر اجتہادی دلیل پیش کی ہے، حدیث پیش نہیں کی اگر کوئی حدیث صحت کو پہنچتی تو اس سے استدلال کرتے اجتہادی دلیل اوپر گزر چکی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر نمازی کو (خواہ مرد ہو یا عورت) نماز میں ستر کا ڈھانکنا بالاجماع ضروری ہے اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ عورت نماز میں منہ ہتھیلی کھلی رکھے پس معلوم ہوا کہ منہ ہتھیلی ستر نہیں نہ خارج نماز میں نہ داخل نماز میں۔

لیکن ابن جریر کی یہ دلیل کمزور ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ ستر دو طرح کا ہے ایک وہ جو حسن اور خوبصورتی کے باعث ستر ہے جیسے منہ، سرمہ، انگوٹھی وغیرہ اس ستر کو تنہائی کے وقت کھولنے میں کوئی حرج نہیں دوسرا وہ جو بلا ضرورت تنہائی کی حالت میں بھی ننگا کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ اس کے کھولنے میں ایک طرح کی بے شرمی ہے چنانچہ مشکوٰۃ کی حدیث گزر چکی ہے کہ اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا کسی کے سامنے اپنا ستر نہ کھول۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص اکیلا ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا اکیلا بھی نہ کھولے، کیونکہ خدا شرم کے زیادہ لائق ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے پاخانہ پیشاب اور بیوی کے سوا اپنا ستر نہ کھول کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے وغیرہ) ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے پس ان کی عزت کرو۔ جس ستر کے نماز میں ڈھانکنے پر اجماع ہے وہ دوسری قسم ہے پہلی قسم میں تفصیل ہے جس شے کے ڈھکنے میں

---

[1] یہ تدلیس کا اعتراض ان محدثین کے مذہب پر ہوگا۔ جو مدلس میں ملاقات کی شرط نہیں کرتے۔

ذرا حرج ہے اس کو نماز میں کھلا رکھنا چاہیے۔ جیسے منہ ہاتھ ہے منہ ڈھکنے میں نماز کے اندر پڑھنے میں حرج ہے نیز سجدے وغیرہ کی جگہ نظر نہیں آتی۔ ہاتھ کپڑے کے اندر ہو تو نیچے اوپر ہونا مشکل ہے۔ ہاں جس شے کے ڈھکنے میں کوئی حرج نہیں اس کو ڈھکنا چاہیئے۔ جیسے پاؤں کی بابت حدیث میں ڈھکنے کا حکم آیا ہے۔ اس کے علاوہ جب عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ کا مذہب ہے کہ ہاتھ منہ وغیرہ ستر ہے اور نماز میں وہ ستر نہیں کہتے تو پھر یہ دعویٰ کیونکر صحیح ہوگا کہ ہر نمازی کو نماز میں ستر ڈھکنے پر جارح ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہتھیلی منہ وغیرہ کی بابت راجح مذہب یہی ہے کہ یہ زینت باطنہ کی قسم سے ہیں نہ ظاہرہ کی قسم سے۔ اور اگر فرضی طور پر مان لیا جائے کہ یہ زینتِ ظاہرہ کی قسم سے ہیں، اور ان کا ننگا کرنا جائز ہے تو بھی آزادی کے ساتھ ننگا نہیں کر سکتی۔ بلکہ صرف اتنا ننگا کر سکتی ہے جو ڈھکے ہوئے کے قریب ہو کیونکہ ننگا کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مثلاً منہ ٹھوڑی سے ماتھے تک اور ایک سے دوسرے کان تک ننگا رکھے دوسری صورت یہ کہ صرف آنکھیں اور ان کا ارد گرد تھوڑا سا کھلا رکھے جس سے اپنا کاروبار کر سکے۔ وہ بھی قدرے گھونگھٹ کی شکل میں۔

پہلی صورت تو بالکل مراد نہیں ہو سکتی اگر ہوگی تو دوسری صورت ہوگی۔ تفصیل ان کی یہ ہے کہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: المرأۃ عورۃ (مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبہ) یعنی عورت کا وجود ستر ہے جب عورت کا وجود ستر ہوا تو اس کے وجود سے کسی حصہ کو غیر ستر بنانے کے لئے کوئی معقول وجہ ہونی چاہیئے۔ جن لوگوں نے منہ ہتھیلی وغیرہ کو زینتِ ظاہرہ میں شمار کیا ہے۔ ان کے مذہب کی تین وجہیں بتائی گئی ہیں۔ ایک تو وہی جو ابن جریرؒ نے بیان کی ہے دوسری یہ کہ بیماری کے موقعہ پر یا مقدمات وغیرہ کے وقت شہادت وغیرہ کے لئے پہچان کی ضرورت پڑتی ہے تیسری یہ کہ کاروبار کے وقت اکثر یہ اشیا کھل جاتی ہیں۔

ابن جریرؒ نے جو وجہ بیان کی ہے وہ تو وجہ بننے کے قابل نہیں چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا۔ دوسری وجہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ بیماری یا کسی اور مجبوری کے لئے تو زینتِ باطنہ کا اظہار بھی جائز ہے جیسے حکیم ڈاکٹر کو مرض کی جگہ دکھلانے کی ضرورت ہو یا شہادت کے موقعہ پر چہرے کی پہچان میں اشتباہ پڑ جائے اور بازو یا پنڈلی کے داغ وغیرہ سے پہچان ہو سکتی ہو تو ایسے موقعہ پر بحکم (الضرورات تبیح المحظورات) ان اشیاء کا اظہار جائز ہے۔ تو کیا یہ اشیاء بھی زینتِ ظاہرہ میں شمار ہوں گی؟ ہرگز نہیں اس سے صاف معلوم ہوا کہ دوسری وجہ بھی ٹھیک نہیں۔ رہی تیسری وجہ سو اس کے لئے سارا چہرہ

کھولنے کی ضرورت نہیں بلکہ گھونگٹ کی شکل میں صرف آنکھیں اور ان کا اردگرد تھوڑا سا کھلا رکھنا کافی ہے پس ثابت ہوا کہ پہلی صورت مراد نہیں ہوسکتی۔ اگر ہوگی تو دوسری صورت ہوگی اور ظاہر ہے کہ دوسری صورت اس لحاظ سے اگرچہ زینتِ ظاہرہ سے ہے کہ اس پر نظر پڑ سکتی ہے لیکن نتیجہ کے لحاظ سے زینتِ باطنہ میں داخل ہے کیونکہ اس صورت میں نظر پڑنے سے نہ پورا چہرہ پہچان ہوسکتا ہے۔ نہ چہرے کی بناوٹ اور خوبصورتی کا پتہ لگ سکتا ہے۔ پس یہ قریباً ایسا ہی ہوگیا۔ جیسے چہرہ بالکل ڈھکا ہوا ہو پس ثابت ہوا کہ اگر عورت کے لئے منہ وغیرہ ننگا کرنا جائز ہو۔ تو آزادی کے ساتھ ننگا نہیں کرسکتی بلکہ اتنا کرسکتی ہے جو ڈھکے ہوئے کے قریب ہو۔

ایک اور شرط

اس کے لئے ایک اور شرط ہے وہ یہ کہ اتنا منہ ننگا کرنے کی اجازت صرف گھر میں ہے قرآن مجید ہے۔ یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (پارہ ۲۲ رکوع ۵) اے نبی اپنی بیویوں بیٹیوں، مومنوں کی عورتوں کو کہہ دے اپنی بڑی چادریں اپنے اوپر اوڑھیں قریب تر ہے کہ اس طریق سے لونڈیوں سے، ان کا امتیاز ہوجائے پس ایذاء نہیں دی جائیں گی۔" ابنِ کثیر میں اس آیت کے نیچے لکھا ہے ابنِ عباس رض اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایمان والیوں کو حکم دیا ہے کہ جب اپنی ضرورت کے لئے گھروں سے نکلیں تو سر کے اوپر سے چادروں سے منہ ڈھانک لیں۔ اور ایک آنکھ ننگی رکھیں، اور محمد بن سیرین رح فرماتے ہیں کہ میں نے جبیدہ سلمانی سے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ تو اپنا منہ ڈھانک لیا اور بائیں آنکھ ننگی کی یعنی عورت اس طرح پردہ کرے۔

تفسیر فتح البیان میں ہے، محمد بن کعب رح فرماتے ہیں، منافقوں سے ایک شخص عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا اور ان کو ایذاء دیتا جب اس کو کہا جاتا کہ ایسا کیوں کیا؟ تو کہتا کہ میں نے خیال کیا کہ یہ لونڈی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار کر اصیل عورتوں کو حکم دیا کہ لباس میں اپنی وضع لونڈیوں کے خلاف بنائیں اپنے اوپر بڑی چادریں اوڑھیں اور ایک آنکھ کے سوا سارا منہ ڈھانکیں، اس طرح اصیل کا لونڈی سے امتیاز ہوجائے گا۔ اور کوئی ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے گا۔ ابنِ عباس رض فرماتے ہیں جب اپنی ضرورت کے

لئے باہر نکلیں تو بڑی چادروں سے سارا منہ ڈھانکیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں۔

اُمِّ سلمہؓ فرماتی ہیں جب یہ آیت اتری تو انصار کی عورتیں سیاہ کمبل اوپر لے کر نکلیں گویا ان کے سروں پر بوجہ اطمینان کے کوے ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب یہ آیت اُتری تو عورتوں نے اپنے کمبلوں کی اوڑھنیاں بنا کر سر منہ ڈھانکا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جا کر نماز پڑھتیں گویا ان کے سر پر کوے ہیں۔

ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں، اصیل عورت لونڈی والا لباس پہنتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والیوں کو حکم دیا کہ بڑی چادروں سے منہ ڈھانکیں اور ماتھے پر باندھیں۔

انسؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کی خلافت کے دنوں میں، حضرت عمرؓ کے پاس سے نقاب پہن کر ایک لونڈی گزری حضرت عمرؓ نے اس پر درہ اٹھایا اور فرمایا اے کمینی! تو اصیل عورتوں کے ساتھ شباہت کرتی ہے نقاب اُتار دے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عورت کا بے نقاب ننگے منہ باہر نکلنا کسی صورت جائز نہیں خلفاء اس پر ڈانٹتے لونڈی اور اصیل میں امتیاز پر زور دیتے۔ گویا اس آیت پر عمل برابر جاری رہا۔ اگرچہ شانِ نزول اس کا خاص ہے مگر حکم عام ہے اور باقی ہے۔

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ابنِ عباسؓ وغیرہ بھی اس میں متفق ہیں وہ بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ کہ عورت بے نقاب ننگے منہ باہر نکلے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت اُمِّ سلمہؓ کی حدیث میں یہ لفظ کہ "گویا ان کے سر پر کوے ہیں" اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ عورتیں ننگے منہ نہیں نکلتی تھیں۔ کیونکہ کمبل سیاہ ہوتے جب منہ ڈھانک کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھتیں تو چونچ سی نکل کر کوے کی شکل معلوم ہونے لگتی اور یہ مطلب نہیں کہ صرف کمبل سیاہ ہونے سے سروں پر کوے معلوم ہوتے کیونکہ اس صورت میں سر کو خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ وہی سیاہ کمبل باقی اعضاء پر بھی ہوتے تھے۔ تو باقی اعضاء پر بھی کوے کہنا چاہیئے تھا۔ اور حضرت عائشہؓ کی حدیث لفظ اعتجون سے بھی یہی مُراد ہے پس ابنِ عباسؓ وغیرہ کی روایت کہ عورت منہ اور ہتھیلیاں ظاہر کر سکتی ہے یہ باہر نکلنے کے وقت نہیں بلکہ گھر میں ہے۔ اور تفسیر ابنِ جریر کی گزشتہ روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جو ابنِ عباسؓ سے مروی ہے اس کے اخیر میں یہ الفاظ ہیں فَهٰذَا الْمُظْهَرُ فِي بَيْتِهَا لِمَنْ دَخَلَ مِنَ النَّاسِ عَلَيْهَا۔ یعنی منہ وغیرہ اس شخص

کے پاس ظاہر کر سکتی ہے جو لوگوں سے اس کے گھر آئے یہ الفاظ اگر ابن عباس رضؓ کے ہوں ابن جریرؒ نے اپنی طرف سے تشریح کے طور پر نہ کہے ہوں۔ تو ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عباس رضؓ کے نزدیک عورت منہ وغیرہ باہر ننگا نہیں کر سکتی۔ ہاں گھر میں کر سکتی ہے۔ مگر گھر میں بھی گھونگٹ کی شکل میں آنکھیں اور کچھ ان کا اردگرد نہ سارا چہرہ کیونکہ گھر میں منہ وغیرہ کھولنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ رشتہ دار قریبی اکثر گھروں میں آتے جاتے ہیں۔ اور عورتوں کا کام بھی عموماً گھروں میں ہوتا ہے تو اگر گھروں میں باہر کی طرح پورا سر منہ ڈھانکنے کا حکم ہو تو عورتوں کو کاروبار میں کچھ تکلیف ہوگی۔ سو اس تکلیف کے رفع کرنے کے لئے سارا چہرہ کھولنے کی ضرورت نہیں بلکہ اتنا کھولنا کافی ہے جس میں عورت کے حسن و جمال کا اظہار نہ ہو اور ضرورت بھی پوری ہو جائے۔ سو اس کے لئے گھونگٹ کی شکل میں آنکھیں اور قدرے اردگرد سے کھولنا کافی ہے چنانچہ اوپر تفصیل ہو چکی ہے۔ لیکن یہ ساری تقریر اس صورت میں ہے کہ ابن عباس رضؓ نے منہ اور ہتھیلی کے ساتھ زینتِ ظاہرہ کی تفسیر کی ہو جیسے ابن مسعود رضؓ وغیرہ نے کی ہے تو پھر ابن عباس رضؓ وغیرہ کے نزدیک کسی حال میں منہ کا کھولنا درست نہ ہوگا نہ گھر نہ باہر نہ عقلاً نہ نقلاً اور جس روایت میں یہ تصریح ہے کہ زینتِ ظاہرہ سے مراد ہتھیلی وغیرہ ہے وہ روایت بالمعنیٰ ہوگی یعنی وہ روایت ابن عباس رضؓ کے الفاظ نہیں۔ بلکہ ان کے الفاظ کا یہ مطلب سمجھ کر اپنے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔ ورنہ حقیقت میں انہوں نے منہ ہتھیلیوں کے ساتھ زینتِ باطنہ کی تفسیر کی ہے۔

راجح مذہب بھی یہی ہے کہ عورت کو ہر صورت میں اپنا چہرہ غیر محرم سے چھپانا چاہیئے۔ خواہ اندر ہو یا باہر کیونکہ ساری خوبصورتی بدصورتی چہرے میں ہے اس کے مقابلہ میں باقی اعضاء کی خوبصورتی بمنزلہ کالعدم ہے اس پر نظر پڑنا دل کا تیر ہے۔

ترغیب منذری کتاب النکاح باب غض البصر میں حدیث ہے کہ نظر ابلیس کا زہریلا تیر ہے یعنی اس کے اثر سے بچنا مشکل ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا زیادہ تر تعلق چہرہ سے ہے تو کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ عورت کو بے نقاب رہنا درست ہے۔ اس کے علاوہ حدیث میں ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ ذَكَرَ الْإِزَارَ فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُرْخِيْ شِبْرًا فَقَالَتْ إِذًا تَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيْدُ عَلَيْهِ رواہ مالک وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِذًا تَنْكَشِفُ

اَفْذَاَتَنْكَشِفُ اَقْدَامُهُنَّ قَالَ فَيُرْخِيْنَ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ کتاب اللباس) جب تہ بند کی بابت ذکر ہوا کہ مرد کا تہ بند نصف پنڈلی تک ہے اور ٹخنوں تک بھی گناہ نہیں تو ام سلمہ رضؓ نے کہا یا رسول اللہ اور عورت کا کیا حکم ہے؟ فرمایا (نصف پنڈلی سے) ایک بالشت نیچے رکھیں اس سے نہ بڑھائیں۔ اس حدیث میں پاؤں کے ڈھکنے کا بھی حکم ہے اگر ڈھکنے کا حکم نہ ہوتا تو ام سلمہ رضؓ کے سوال پر آپ فرماتے پاؤں کے کھلنے کا کوئی حرج نہیں اور قرآن مجید کی اس آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ یعنی عورتیں (پاؤں کی) پوشیدہ زینت ظاہر کرنے کے لئے ایڑی زمین پر نہ ماریں۔ اس آیت میں پاؤں کے زیور کو پوشیدہ زینت کہا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ پاؤں کا زیور (بانکیں چھلیاں) پاؤں کی پیٹھ پر پڑتا ہے جب عورتوں کو یہاں تک ڈھکنے کا حکم ہے تو منہ کی نزاکت ظاہر ہے۔ اس تاکید سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ منہ کا ڈھانکنا ضروری ہے خواہ اس کے ڈھکنے میں کسی قدر تکلیف ہی ہو۔

منہ وغیرہ کو ستر نہ کہنے والوں کے دلائل اور ان کا جواب

بخاری میں حدیث ہے فضل بن عباس رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔ ایک عورت خثعم قبیلہ کی آئی۔ فضل بن عباس رضؓ اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور عورت فضل بن عباس رضؓ کی طرف دیکھنے لگی۔ آپ نے فضل بن عباس رضؓ کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔ عورت نے سوال کیا یا رسول اللہ! فریضہ حج نے میرے باپ کو بڑھاپے میں پایا ہے وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا ہاں۔ (بخاری باب حج المرأۃ عن الرجل)

نیز بخاری میں ہے انس رضؓ فرماتے ہیں جب احد کا دن ہوا تو لوگ شکست کھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگے عائشہ رضؓ اور ام سلیم رضؓ کو میں نے دیکھا اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھاتے ہوئے مشکوں میں پانی لا کر زخمیوں کے منہ میں ڈالتیں۔ پھر بھر کر لاتیں اور زخمیوں کے منہ میں ڈالتیں۔

ان دونوں حدیثوں سے اور ان جیسی اور احادیث سے آج کل بعض لوگ منہ اور پاؤں کے ستر نہ ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ لیکن یہ استدلال بالکل غلط ہے کیونکہ دوسری حدیث ۳ھ کا واقعہ ہے پردہ کا حکم سورۃ نور اور سورۃ احزاب میں ہے جو اس کے بعد اتری ہیں نیز یہ مجبوری پر محمول ہے بہت لوگ زخمی تھے

پانی زیادہ اٹھانا اور دوڑ کر لانا پڑتا تھا۔ ایسے وقت کپڑا ضرور اوپر کرنا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا ہوا تھا۔ حالانکہ پنڈلیاں بالاتفاق ستر ہیں اور اوپر کی آیت وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ اور حدیث ام سلمہؓ جو اوپر گزر چکی ہے اس پر دلالت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ازواج مطہرات کے چہرے وغیرہ کے ستر ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں اور قرآن مجید میں بھی ہے۔ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ یعنی ازواج مطہرات سے جب کوئی شے مانگو تو پردے کے پیچھے مانگو۔ تو اگر یہ حدیث چہرے اور پنڈلی کے ستر نہ ہونے پر دلالت کرے تو لازم آئے گا کہ ازواج مطہرات بھی اس میں داخل ہوں۔

رہی پہلی حدیث سو اس سے بھی استدلال غلط ہے کیونکہ وہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ مسائل سے ناواقف تھے۔ اگر وہ عورت بے خبری کی وجہ سے ننگے منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آگئی ہو، تو کوئی جواز کی دلیل نہیں، اگر کہا جائے جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو منع نہ کرتے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ فضل بن عباسؓ کی طرف دیکھتی تھی۔ حالانکہ قرآن میں حکم ہے " ایمان والیاں نظر نیچی رکھیں۔" یعنی غیر محرم کی طرف نہ دیکھیں اور مشکوٰۃ (باب النظر الی المخطوبۃ) میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام سلمہؓ اور میمونہؓ تھیں اس حال میں ایک نابینا صحابی ابن ام مکتومؓ آپؐ کے پاس آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے پردہ کرو۔ بیویوں نے کہا اس سے کیا پردہ کریں یہ نابینا ہے ہمیں نہیں دیکھتا فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں۔ جب نظر ناجائز ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اس کو منع کیا؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ لوگ ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے۔ آپؐ نے خیال کیا کہ دفعۃً ان پر اس قسم کے بوجھ ڈالنے مناسب نہیں جوں جوں مسائل سے واقف ہوں گے اور پرانے مسلمانوں کے میل جول سے ان کے راہ رسم سے آشنا ہوں گے جوں جوں خود ہی ان باتوں کی پابندی کریں گے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباسؓ کے منہ کو دوسری طرف پھیرا۔ عورت کو کچھ نہیں کہا۔ بس بعینہ یہ وجہ منہ ننگا رکھنے سے منع نہ کرنے کی سمجھ لینی چاہیئے۔ اگر کہا جائے فضل بن عباسؓ کے منہ کو دوسری طرف پھیرنا یہ نظر سے منع کرتا ہے اور اسی سے عورت بھی سمجھ گئی ہوگی کہ نظر منع ہے اس لئے عورت کو الگ منع کرنے کی ضرورت نہ رہی برعکس منہ کے اس سے منع نہیں کیا بس اس کا ننگا کرنا جائز ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ منع نہ کرنے سے دھوکہ لگتا ہے۔ کہ عورت کو جو منع نہیں کیا تو اس حکم میں مرد عورت میں فرق ہے، مرد کو عورت کا دیکھنا جائز نہیں۔ اور عورت کو مرد کا دیکھنا جائز ہے چنانچہ آج کل اس کے جواز پر

اس قسم کی احادیث پیش کی جاتی ہیں جن سے ایک حدیث یہ ہے اور دوسری مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء کی حدیث ہے جس میں حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ حبشی مسجد میں نیزہ بازی کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے ساتھ مجھے پردہ کیا میں نے اپنا منہ آپ کے کندھے اور کان کے درمیان رکھ کر ان کی نیزہ بازی دیکھی[عہ] جب اس قسم کے دھوکہ لگنے کا اندیشہ تھا تو ضروری تھا کہ جیسے آپ نے فضل بن عباس رضؓ کا منہ دوسری طرف پھیرا عورت کو بھی کرتے لیکن منع نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کا مقصود یہ تھا کہ دفعتہً اس قسم کے بوجھ ان پر ڈالنے مناسب نہیں۔

حقیقی جواب

یہاں تک جو کچھ جواب دیا گیا ہے یہ سرسری نظر سے دیا گیا ہے حقیقت کچھ اور ہے وہ یہ کہ اس حدیث میں باپ سے مراد اس عورت کا دادا ہے اور یہ عورت اکیلی نہیں تھی۔ بلکہ اس کا باپ بھی ساتھ تھا اس کے باپ نے اس کو مسئلہ دریافت کرنے کے لئے ننگے منہ پیش کیا۔ جس سے اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ کر نکاح کے لئے پسند کرلیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی نہ ہوئی۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۴۲ میں قوی سند کے ساتھ ابو یعلیٰ کی ایک روایت ذکر کی ہے جس میں تصریح ہے کہ اس عورت کا باپ ساتھ تھا۔ اور اس کی غرض نکاح کی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ نکاح کی غرض سے دیکھنا دکھانا جائز ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ پس اس حدیث کو عام طور پر منہ ننگا رکھنے کے لئے پیش کرنا اور اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ منہ ستر نہیں یہ بالکل غلط ہے اس روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ عَنِ الْفَضْلِ بن عباس قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ مَعَهُ بِنْتٌ لَهُ حَسْنَاءُ فَجَعَلَ الْأَعْرَابِيُّ يَعْرِضُهَا لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَاءَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلْتُ أَلْتَفِتُ إِلَيْهَا

[عہ] نظر دو طرح کی ہوتی ہے ایک بالتبع ایک بالقصد، پہلی جائز دوسری منع ہے مثلاً رستہ میں چلتے وقت یا مسجد میں باجماعت پڑھنے کے موقع پر یا مجلس وغیرہ میں عارضی طور پر مردوں پر نظر پڑتی ہے۔ مگر مقصود رستہ وغیرہ کا دیکھنا ہوتا ہے اس لئے یہ نظر جائز ہے اور اگر مقصود ہی مردوں کا دیکھنا ہو تو یہ نظر منع ہے۔ مشکوٰۃ کی حدیث میں پہلی ہے نہ دوسری کیونکہ مقصود نیزہ بازی کا دیکھنا تھا پس اس حدیث کو پیش کرنا ٹھیک نہیں۔

وَيَأْخُذُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِيْ وَكَانَ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ. فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا ایک اعرابی آیا اس کے ساتھ اس کی خوبصورت لڑکی تھی وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے پیش کرتا تھا کہ نکاح کر لیں میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گردن پھیرتے تھے۔ پھر آپ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اس روایت نے مطلب بالکل صاف کر دیا۔ اب کسی قسم کا شبہ نہ رہا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ

طلاق کا بیان

طلاق ثلاثہ

سوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی، اور تین ماہ چھ دن کے بعد اس شخص نے برضامندی فریقین پھر نکاح کر لیا حنفی علماء اس نکاح کو ناجائز قرار دیتے ہیں اس شخص کو کہتے ہیں کہ وہ حلالہ کرے کیا یہ جائز ہے؟

جواب: سوال میں یہ ذکر نہیں کہ ایک وقت تین طلاقیں دی ہیں یا ایک دی یا پہلے کسی وقت دو دے چکا تھا، اور اب تیسری دی ہے اگر تین کی تعداد ایک مجلس میں یا متفرق طور پر پوری ہو گئی تو ائمہ اربعہ کے نزدیک وہ عورت حرام ہو چکی ہے جب تک دوسری جگہ نکاح پڑھ کر دوسرا خاوند ہمبستری نہ کرے پہلے کے لئے حلال نہیں۔ ہاں بعض اہلحدیث اس طرف گئے ہیں کہ اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں اکٹھی دے تو یہ ایک ہی طلاق ہے۔ تین حیض کے اندر رجوع ہو سکتا ہے تین حیض کے بعد برضامندی فریقین نکاح ہو سکتا ہے جب عورت کو حیض آتا ہو، تو مہینوں کا حساب معتبر نہیں۔ بلکہ حیضوں کا اعتبار ہے ان اہلحدیث کی دلیل ایک مسلم کی حدیث ہے جس کے راوی ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور شروع خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں تین طلاقیں ایک ہوتیں ان کے مذہب پر گنجائش ہے کہ خاوند بیوی کا تعلق قائم رہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی